بسم اللہ الرحمن الرحیم

فضائل قرآن

رکوع	ذالک الکتب لا ریب فیہ ج ھدی للمتقین	سورہ
۱	یہ کتاب ایسی ہے جس میں شبہ نہیں راہ بتلانیوالی ہے خدا سے ڈرنیوالوں کو	البقرہ

قرآن اللہ کا آخری پیغام ہے

اس آیت شریف سے دو باتیں ظاہر ہیں ایک تو یہ کہ قرآن مجید بے شک اللہ تعالیٰ کی بھیجی ہوئی کتاب ہے اور یہ بھی کہ درحقیقت کتاب یہی ہے۔ کتاب اسی کو کہنا چاہیئے اور کتاب کا اطلاق اسی پر کرنا چاہیئے اور یہ بھی کہ وہ ایک کتاب ہے کہ جسکے اندر جو کچھ لکھا ہوا ہے وہی حق ہے اور وہی ہو کر رہیگا تو اے انسانوں اپنے زندگی کے حساب کتاب سے خبردار ہو کہ فیصلہ تمہاری عقل و رائے پر نہ ہوگا بلکہ اسی کتاب کے مطابق ہوگا یہ بات یقینی ہے اس میں کسی قسم کے شک و ریب کی گنجائش نہیں! اور یہ بھی کہ اے اقوام عالم اور اے مذاہب عالم کے علمبردارو تمہارے نبی و مرسل نے تمہارے آسمانی صحیفوں نے جس آخری کتاب کی پیشگوئیاں کی تھیں وہ یہی کتاب ہے اب تمہیں اسی کے احکام و تعلیمات پر سر تسلیم خم کرنا چاہیئے اور اس کا ماننا گویا اپنی اپنی کتاب کے حکم کا ماننا ہے جس کتاب کی بشارت تم کو دی گئی تھی قرآن مجید وہی کتاب ہے خبردار اس میں شک و شبہ نہ کرنا ورنہ تباہ و برباد ہو جاؤ گے۔

دوسری بات جو آیت شریف کے دوسرے ٹکڑے سے ظاہر ہے وہ یہ کہ قرآن مجید صرف متقیوں کی ہدایت کیلئے ہے کیونکہ اس کے مستحق وہی ہیں اس کی مثال یوں سمجھنی

چاہیے کہ یہ اصحاب حقیقت ہی اس کی روشنی سے آنکھ والے ہی فائدہ اٹھا سکتے ہیں جو اندھا ہوگا وہ کیونکر رستہ پا سکیگا۔ قرآن مجید آئینہ ہی اسمیں چہرہ اُسیکا نظر آئیگا جو اپنے قد و خال کو اس میں دیکھنا چاہیے اور جو اس طرف توجہ نکریگا۔ ظاہر ہے کہ اس کو کچھ بھی نظر نہ آئیگا۔

رکوع	وَإِن كُنتُمْ فِي رَيْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلَىٰ عَبْدِنَا فَأْتُوا بِسُورَةٍ	سورہ
(۳)	مِّن مِّثْلِهِ وَادْعُوا شُهَدَاءَكُم مِّن دُونِ اللَّهِ إِن كُنتُمْ	البقرہ

صَادِقِينَ ۝ فَإِن لَّمْ تَفْعَلُوا وَلَن تَفْعَلُوا فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِي وَقُودُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ ۖ أُعِدَّتْ لِلْكَافِرِينَ ۝

اور اگر تم لوگ کچھ شک میں ہو اس کتاب کی نسبت جو ہم نے نازل فرمائی ہے اپنے بندۂ خاص پر تو اچھا پھر تم بنا لاؤ ایک محدود ٹکڑا جو اس کا ہم پلہ ہو اور بلالو اپنے حمایتیوں کو جو خدا سے الگ ہیں اگر تم سچے ہو۔ پھر تم اگر یہ کام نہ کر سکے اور قیامت تک بھی نہ کر سکو گے تو پھر ذرا بچے رہو دوزخ سے جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں تیار ہوئی رکھی ہیں کافروں کیواسطے

قرآن کا جواب ناممکن ہی

اس آیت شریف سے چار باتیں ظاہر ہیں ایک تو یہ کہ قرآن مجید حقیقت میں اللہ تعالے کی محمد صلی اللہ علیہ وسلم پہ بھیجی ہوئی کتاب ہے۔ دوسرے یہ کہ اگر تم کو شک ہی تو پھر تم اس کے مانند ایک سورۃ ہی بنا کر لاؤ اور اگر تنہا یہ کام نہیں کر سکتے تو اور لوگوں کو بھی شریک کر لو۔ تیسرے یہ کہ تمہاری طاقت سے تمہارا سید اکرتو الاحد اوقعت ہے وہ جانتا ہے کہ تم سے یہ کام ہرگز نہیں ہو سکتا۔ چوتھے یہ کہ یہ دعویٰ مسلم ہے کہ قرآن اللہ کی بھیجی ہوئی کتاب ہے تو پھر اسکی مخالفت نہ کرو کیونکہ اس سے انکار کرنیوالوں کیلیئے دوزخ کی آگ ہی اور سمجھ وہ

رکوع	الَّذِينَ آتَيْنَاهُمُ الْكِتَابَ يَتْلُونَهُ حَقَّ تِلَاوَتِهِ أُولَٰئِكَ يُؤْمِنُونَ بِهِ	سورہ
(۱۴)	وَمَن يَكْفُرْ بِهِ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْخَاسِرُونَ ۝	البقرہ

> جن لوگوں کو ہم نے کتاب دی بشرطیکہ وہ اس کی تلاوت کرتے رہے جس طرح کہ تلاوت کا حق ہے
> ایسے لوگ اس پر ایمان لے آتے ہیں۔ اور جو شخص نہ مانے گا خود ہی وہ لوگ خسارہ میں رہیں گے

قرآن کا پڑھنا ضروری ہے

مسلمانوں میں صرف قرآن مجید کی صحیح تلاوت کے ترک سے جو ابتری پیدا ہوئی اور جو خرابیاں رونما ہوئیں اس کے تسلیم کرنے میں بھی اکثر لوگوں کو شک ہے اور یہ وہ لوگ ہیں جو کسی نہ کسی حیثیت سے اسلام اور مسلمانوں کا اپنے کو خادم اور رہنما سمجھتے ہیں۔

کیسے افسوس اور کیسی حیرت کی بات ہے کہ آج مسلمانوں میں یہ خیال پیدا ہو گیا ہے کہ اگر عوام کو قرآن کی تعلیم معنی و مطلب کے ساتھ دی گئی تو وہ گمراہ ہو جائیں گے۔ گویا دوسرے لفظوں میں یہ قرآن کو صرف گمراہ کرنیوالی کتاب سمجھتے ہیں۔ ہدایت کی طرف نگاہ جاتی ہی نہیں یہی وہ لوگ ہیں جو قرآن مجید کو مہجوری کی حالت میں ڈالنے کا گناہ بٹور رہے ہیں اور نادان دوست بنکر مسلمانوں کو ان کے دین و دنیا کی بنانیوالی چیز سے محروم کر رہے ہیں۔ یہ وہ طبقہ ہے جو قرآن مجید کی تعریف کے تو پل باندھتا ہے لیکن کہتا ہے کہ عوام کیلئے بس موٹے موٹے مسائل کے جان لینے کی ضرورت ہے۔ ان کیلئے اردو کی چند کتابیں بس ہیں۔ بلکہ بعض اوقات اس کی بھی ضرورت نہیں سمجھتا اور کہتا ہے کہ نماز پڑھ لینا۔ روزہ رکھ لینا وغیرہ کافی ہے۔ کیونکہ یہی سب باتیں قرآن مجید میں بھی ہیں۔ کاش ان کو معلوم ہوتا کہ علاوہ قرآن ہی اس کے الفاظ کا دہرانا بھی باعث خیر و برکت ہے قرآن مجید کی افہام و تفہیم دوسری کتاب میں کہاں سے آسکتی ہے اس کا طرز بیان دیکھاں سے لیا جا سکتا ہے۔ سینکڑوں جگہ شیطان کے فریب سے بچنے پر تاکید سینکڑوں جگہ جنت اور دوزخ کا بیان۔ ایک ہی وجہ کو بار بار دہرانا وغیرہ میں کیا حکمت ہے اور کس لئے ہے اس طبقہ کو نہیں سوجھتا اور پھر یہ کہنا کہ قرآن میں بھی وہی ہے جو دوسری کتابوں میں ہے قرآن کی کیسی توہین اور

کیسا بڑا ظلم ہے! اور کیا قرآن میں صرف یہی چیزیں ہیں جا شا کہ اسمیں تو وہ سمندر ہے جو کسی ظرف میں سما نہیں سکتا۔ آیت کریمہ سے چار باتوں کا صاف صاف لفظوں میں اظہار ہے اول تو یہ کہ اللہ تعالیٰ کی کتاب تلاوت کرتے رہنے کیلئے ہے۔ دوسرے تلاوت بھی ایسی ہونی چاہیئے جو تلاوت کا حق ہے یعنی قوۃ علمیہ کو فہم مضامین میں صرف کرنا اور قوۃ ارادیہ کو عزیم اتباع حق میں استعمال کرنا۔ مطلب یہ ہے کہ علم ایسا ہو جو عمل کی نیت سے ہو بلکہ علم کے ساتھ ہی ساتھ عمل بھی ہوتا جائے۔ تیسرے یہ کہ ایماندار ایسے ہی لوگ ہو سکتے ہیں، ایمان ایسے ہی لوگوں کا سلامت رہ سکتا ہے۔ ایمان میں ایسے ہی لوگوں کے ترقی ہو سکتی ہے اور قرآن کے ساتھ یہی لوگ ایمان لانیوالے کہے جا سکتے ہیں چوتھے یہ کہ جو اس قرآن سے اور اس کی بیان کردہ صفت کیساتھ تلاوت سے انکار کریگا وہ کافر ہوگا اور خسارہ میں رہیگا۔

اگرچہ آیت بالا بنی اسرائیل کی شان میں تھی اور کتاب سے اشارہ توراۃ و انجیل کیطرف تھا۔ مگر کوئی وجہ نہیں کہ جو چیز دوسری قوموں کیلئے عیب کی ہو وہ مسلمانوں کیلئے جائز اور مستحسن قرار پائے جسطرح دنیا کی دوسری قوموں نے اپنی اپنی اصل کتاب کی تعلیم و تلقین سے منہ موڑا اور دوسری چیزوں میں الجھکر تحریفات کے سبب بنے ٹھیک وہی حال آج مسلمانوں کا بھی ہے۔

قرآن مجید کا نام قرآن بھی اللہ تعالیٰ کا رکھا ہوا ہے۔ اس کے معنیٰ ہی یہ ہیں کہ وہ کتاب جو پڑھی جاتی ہے۔ پھر کیسا اندھیر اور کتنا بڑا ظلم ہے کہ قرآن صرف نام نہاد علماء کیلئے مختص ہو جائے اور خدا کے عام بندے اس سے محروم کر دیئے جائیں حالانکہ قرآن کا ہر صفحہ نوع انسان کے ہر فرد کو مخاطب کرتا ہے اور ان کو اپنی طرف دعوت دیتا ہے اور معلوم نہیں کتنے مقام پر صاف لفظوں میں ہے کہ قرآن مجید پڑھنے کے لئے ہے اور عوام کے لئے ہے!

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جس چیز کے چھوڑنے اور محرومی کی حالتیں ڈالنے کی باری تعالیٰ کے سامنے قیامت کے دن شکایت فرمائیں گے وہ اس بدقسمت قوم کی نایاب جنس قرآن ہی ہوگا اور حقیقت شناس صاف طور پر دیکھ رہے ہیں کہ مسلمانوں نے قرآن مجید کو پس پشت ڈال دیا ہے۔ نَبَذَ فَرِيقٌ مِّنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ كِتَابَ اللَّهِ وَرَاءَ ظُهُورِهِمْ كَأَنَّهُمْ

رکوع ۱	أَفَلَا يَتَدَبَّرُونَ الْقُرْآنَ ط وَلَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللَّهِ	سورہ
(۱۱)	لَوَجَدُوا فِيهِ اخْتِلَافًا كَثِيرًا	النساء

کیا پھر قرآن میں غور نہیں کرتے اور اگر یہ اللہ کے سوا کسی اور کی طرف سے ہوتا تو اس میں بکثرت تفاوت پاتے

قرآن مجید کی حقانیت

آیت شریف سے دو باتیں ظاہر ہو رہی ہیں ایک تو یہ کہ قرآن مجید میں غور و فکر سے کام لینا چاہئے اور یہ اصل ہے جس سے دنیا کی ہر ایجاد اور ہر ترقی کی بنیاد پڑی دوسرے یہ کہ قرآن کی حقانیت میں بال برابر کا بھی فرق نہیں حقیقت میں یہ خدا کا کلام ہے، کسی اور کا نہیں یہی سبب ہے کہ قادر مطلق اور علام الغیوب خدا کا کلام اس کو مان لینا چاہیے کیونکہ اختلاف سے اُسی کا کلام پاک رہ سکتا ہے۔ اور اختلاف سے مراد ہر قسم کا اختلاف یعنی ہر عیب سے یہ پاک ہے اور ہر خوبی میں آپ اپنی مثال۔ یہ نہیں کہ ایک خوبی تو ہے اور کلام کی دوسری خوبی اس کے اندر نہیں یا اس میں کچھ کمی ہے وغیرہ۔

رضائے حق کے طالب

رکوع	قَدْ جَاءَكُمْ مِنَ اللَّهِ نُورٌ وَكِتَابٌ مُبِينٌ يَهْدِي بِهِ اللَّهُ	سورہ
۳	مَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَهُ سُبُلَ السَّلَامِ وَيُخْرِجُهُمْ مِنَ الظُّلُمَاتِ	المائدہ
	إِلَى النُّورِ بِإِذْنِهِ وَيَهْدِيهِمْ إِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ	

تمہارے پاس اللہ تعالیٰ کیطرف سے ایک روشن چیز آئی ہے اور ایک کتاب واضح کہ اس کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ
ایسے شخصوں کو جو کہ رضائے حق کے طالب ہوں سلامتی کی راہیں بتلاتا ہے اور ان کو اپنی توفیق
سے تاریکیوں سے نکال کر نور کی طرف لے آتا ہے اور اُن کو راہ راست پر قائم رکھتا ہے

آیت شریف میں دو باتیں خاص طور پر بیان کی گئی ہیں پہلی تو یہ ہے کہ قرآن مجید نور ہے اور واضح کتاب ہے۔ نور کا لفظ کئی لطیف معنوں کیطرف رہنمائی کرتا ہے یعنی اس کے ذریعہ سے ہر قسم کی تاریکی دور ہو جاتی ہے۔ اور بڑی بات یہ ہے کہ یہ اپنی طرف آپ رہنمائی کرتا ہے اپنے علم و عمل کیلئے کسی اور چیز کا محتاج نہیں۔ نیز واضح بھی ہے۔ کوئی بات ایسی نہیں جس سے فہم انسانی قاصر رہے۔ دوسرے یہ کہ سلامتی کی راہ کا معلوم ہونا صرف اسی کے ذریعہ سے ممکن ہے اور وہ بھی ان لوگوں کو جو رضائے حق کے طالب ہوں۔ اگرچہ فائدہ کافر و مشرک بھی اٹھا سکتے ہیں لیکن فلاح و نجات تو انہیں کا حصہ ہے جو رضائے حق کے حصول کیلئے قرآن کیطرف متوجہ ہوں۔

حقیقت میں اللہ کا کلام کس قدر سچا ہے۔ آج قرآن کے عالم مسلمانوں میں کثرت سے ہیں لیکن رضائے حق کی خاطر بہت کم یہی سبب ہے کہ اُن کو اسلام کو اچھالنے اور امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پستی کی حالت سے نکالنے کا کوئی طریقہ نہیں سوجھتا اور یہی سبب ہے کہ تاریکیوں سے نکلکر روشنی میں نہیں آجاتے اور پھر یہی سبب ہے کہ سیدھے راستہ پر چلکر دین و دنیا کے مالک نہیں بنجاتے۔ واقعہ تو یہ ہے کہ قرآن مجید کے اس اوصاف ذاتی سے اُن کو باوجود زبانی اقرار کے قطعاً انکار ہے۔

تاثرات قرآنی

رکوع ۱۱	وَإِذَا سَمِعُوا مَا أُنْزِلَ إِلَى الرَّسُولِ تَرَى أَعْيُنَهُمْ تَفِيضُ	سورۃ المائدۃ

مِنَ الدَّمْعِ مِمَّا عَرَفُوْا مِنَ الْحَقِّ ۚ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اٰمَنَّا مَعَ الشّٰهِدِيْنَ ۝

وَمَا لَنَا لَا نُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَمَا جَآءَنَا مِنَ الْحَقِّ ۙ وَنَطْمَعُ اَنْ يُّدْخِلَنَا رَبُّنَا مَعَ

الْقَوْمِ الصّٰلِحِيْنَ ۝ فَاَثَابَهُمُ اللّٰهُ بِمَا قَالُوْا جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ

خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۚ وَذٰلِكَ جَزَآءُ الْمُحْسِنِيْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَآ

اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ ۝

اور جب وہ اس کو سنتے ہیں جو کہ رسول کی طرف بھیجا گیا ہے تو آپ اُن کی آنکھوں سے آنسو بہتا ہوا دیکھی

اس سبب سے کہ انھوں نے حق کو پہچان لیا یوں کہتے ہیں کہ اے ہمارے رب ہم مسلمان ہو گئے

تو ہم کو بھی ان لوگوں کیساتھ لکھ لے جو تصدیق کرتے ہیں اور ہمارے پاس کونسا عذر ہے کہ ہم اللہ تعا

پر اور جو حق ہم کو پہنچا ہے اس پر ایمان نہ لاویں اور اس بات کی اُمید رکھیں کہ ہمارا رب ہم کو نیک

لوگوں کی صحبت میں داخل کردے گا سو ان کو اللہ تعالیٰ ان کے قول کے بدلے میں ایسے باغ دیگا جن کے

نیچے نہریں جاری ہوں گی یہ ان میں ہمیشہ ہمیشہ کو رہیں گے اور نکوکاروں کے ساتھ یہی سلوک ہے

اور جو لوگ کافر رہے اور ہماری آیات کو جھوٹا کہتے رہے وہ لوگ دوزخ والے ہیں۔

اس آیت شریف میں اُن لوگوں کا بیان ہے جو حق کو سنکر متاثر ہوتے ہیں۔ قرآن مجید کو جب سنتے ہیں تو انکی آنکھوں سے جوش اور محبت کے مارے آنسو جاری ہو جاتے ہیں۔ اور سمجھتے ہیں کہ اسلام ہی سچا دین ہے اور پھر پکار اٹھتے ہیں کہ حق کے آجانے کے بعد ایسا نہیں ہوسکتا کہ ہم اس کو قبول نہ کریں اور اللہ والوں میں شریک ہونیکی اللہ سے التجا نہ کریں دوسرے یہ کہ اللہ بزرگ و برتر جو ماں باپ سے بھی زیادہ اپنے بندوں پر مہربان ہے اور جو اپنے انعامات خداوندی کو اپنے ایسے بندوں کے لئے بس لٹانے کو طیار رہے وہ ان کو ہمیشگی کی زندگی اور ہمیشہ کی بہار انکے اس کردار کے بدلے میں عطا فرمائیگا۔

تیسرے یہ کہ حق کے آجانے کے بعد جو گمراہی کو اختیار کئے رہے اور اپنی یا غیر کی خواہشات
اور عقل و رائے کے بندے بنے رہے اُن کو اُس کی سزا دوزخ کی صورت میں بھگتنا پڑے گی
کیونکہ وہ اسی کے مستحق ہوں گے۔
مطلب یہ ہوا کہ قرآن مجید قطعی اور یقینی چیز ہے اس پر ایمان لانے کیلئے عذر نہیں
ہو سکتا لہٰذا جملہ مذاہب والوں کو لازم ہے کہ اس کی تصدیق کریں ورنہ اسکا نتیجہ اچھا نہیں۔

قرآن مجید اللہ کی رحمت ہے

سورہ	يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَسْئَلُوْا عَنْ اَشْيَآءَ اِنْ تُبْدَ لَكُمْ تَسُؤْكُمْ	رکوع
المائدہ	وَاِنْ تَسْئَلُوْا عَنْهَا حِيْنَ يُنَزَّلُ الْقُرْاٰنُ تُبْدَ لَكُمْ	(۱۴)
اے ایمان والو ایسی باتیں مت پوچھو کہ اگر تم سے ظاہر کردی جاویں تو تمہاری تکلیف کا سبب ہو		
اور اگر تم زمانہ نزول قرآن میں ان باتوں کو پوچھو تو تم سے ظاہر کردی جاویں۔		

اس آیت شریف سے قرآن مجید کا اللہ کی رحمت ہونا تو صریح ہے اس سے یہ معلوم
ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں وہی احکامات پیش فرمائے جو نرم و آسان اور ضروری
تھے اسی لئے سوال سے منع کر دیا۔

بابرکت کتاب

سورہ	وَهٰذَا كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ مُبٰرَكٌ مُّصَدِّقُ الَّذِيْ بَيْنَ يَدَيْهِ وَ	رکوع
الانعام	لِتُنْذِرَ اُمَّ الْقُرٰى وَمَنْ حَوْلَهَا	(۱۱)
اور یہ کتاب (جس کو) ہم نے نازل کیا ہے بڑی برکت والی کتاب ہے اپنے سے پہلی کتابوں		
کی تصدیق کرنے والی ہے اور تاکہ آپ مکہ والوں کو اور اس کے ہر چار طرف کے لوگوں کو ڈرا دیں		

آیت شریف سے جو ظاہر ہے ایک تو یہ کہ قرآن بڑی برکت والی کتاب ہے مگر اس کا یہ مطلب نہیں

عروں میں بہوت پلید کو بھگانے روپے پیسے کے بڑھانے ہیضہ، پلیگ، چیچک سے بچانے
ی کو برکت سمجھا جائے یا بے معنی مطلب کا پڑھ لیتے وغیرہ کو برکت کیلئے پڑھ لینا قرار دیا
جائے بلکہ اس پر ایمان لانا اسکا علم عمل کی نیت سے سیکھنا نفع دارین کا سبب اور
ہر طرح کی فلاح کا باعث ہے۔ دوسرے یہ کہ قرآن مجید جمیع کتب آسمانی اور صحف
سماوی کی تصدیق کرتا ہے۔ تو گویا جمیع مذاہب عالم کا خلاصہ اور مجموعہ ہے بلکہ اب
بجائے اُن سب کے صرف یہ ایک ہے اس لئے اقوام عالم کے لئے یہ مناسب ہے کہ اپنی
اپنی کتاب کی تصدیق کرنیوالی کتاب کی تصدیق کریں اور دنیا کو قرآنی دنیا بنائیں
تیسرے یہ کہ جس طرح قرآن مجید مکہ والوں کیلئے ہے اسیطرح روی زمین کے ہر حصہ کیلئے
ہے کیونکہ کعبہ ناف زمین میں ہے اس لئے اس کے حول سے آسمان کے نیچے تری و خشکی
کا جو حصہ بھی ہے وہ سب آگیا۔

اس کے بعد کی آیت میں جو کچھ ہے اُن میں یہ ہے کہ انذار تو سب کیلئے ہے
لیکن ایمان لانیوالے سب نہ ہونگے بلکہ اُس کے لئے شرائط ہیں۔

قرآن کی موجودگی میں ہر طرف سے بے نیازی

رکوع		سورہ
	اَفَغَيْرَ اللّٰهِ اَبْتَغِيْ حَكَمًا وَّهُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ اِلَيْكُمُ الْكِتٰبَ	
(۱۴)	مُفَصَّلًا ؕ	الانعام

تو کیا اللہ کے سوا کسی اور فیصلہ کرنے والے کو تلاش کروں حالانکہ وہ ایسا ہے کہ اُس
نے ایک کتاب کامل تمہارے پاس بھیجدی ہے جس کے مضامین صاف صاف ہیں۔

آیت شریف میں دو باتیں خاص طور پر موجود ہیں ایک تو یہ کہ اللہ کے سوا کسی دوسرے
کو فیصلہ کرنیوالا نہیں ماننا چاہیئے یعنی جو کچھ اللہ تعالیٰ کا قانون نازل ہو چکا اُسی کو روی زمین

پر نوع انسان کیلئے نافذ ہونا اور قابل عمل ہونا چاہیئے۔ دوسرے قرآن مجید کی یہ فضیلت بیان کی گئی کہ وہ مجمل اور مبہم نہیں بلکہ صاف اور تفصیلی ہے۔

اللہ کی رحمت

رکوع		سورہ
	وَهٰذَا كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ مُبٰرَكٌ فَاتَّبِعُوْهُ وَاتَّقُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ	
۱۹	اور یہ کتاب ہی جسکو ہمنے بھیجا ہے بڑی خیر و برکت والی سو اسکا اتباع کرو اور ڈرو تاکہ تم پر رحمت ہو	الانعام

آیت شریف کا منزل من اللہ ہونا اور برکت والی ہونا تو پہلا حصہ ہے پھر تین باتیں ہیں پہلی یہ کہ اس کی اتباع کرنی چاہیے یعنی جو احکام قرآن کے ہیں اسی پر گامزن ہونا چاہیئے۔ دین اور دنیا ہر دو میں اسکو اپنا پیشوا اور امام قرار دینا چاہیئے دوسری یہ کہ پرہیز گاری اختیار کرنی چاہیئے خدا کی بے نیازی اور اس کے عظمت و جلال کے رعب سے ظاہر و باطن میں کانپتے رہنا چاہیئے تیسری یہ کہ یہی چیزیں ہیں جو عبد کو معبود مطلق کی رحمت کا مستحق گردانتی ہیں۔

قرآن سچا رہنما ہے

رکوع		سورہ
	فَقَدْ جَآءَكُمْ بَيِّنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ	
۲۱	سو ای تمہارے پاس تمہارے رب کے پاس ایک کتاب واضح اور رہنمائی کا ذریعہ اور رحمت آچکی ہے	الانعام

آیت شریف میں قرآن مجید کا انسانوں کیلئے انکے رب کیطرف سے آنا ثابت ہی پھر دو باتیں اور ہیں ایک تو یہ کہ یہ کتاب واضح، بین اور مدلل ہے۔ آپ اپنا ثبوت اور آپ اپنی مثال ہے دوسرے یہ کہ ہدایت ہے یعنی سچی رہنما ہے۔ ایسی کہ دوست سے بھی وہ ہی کہتی ہے اور دشمن سے بھی اسی طرح سے ہمکلام ہوتی ہے۔ شام کو وہی حکم ہے اور صبح کو اسی پر اصرار ہے جو ساڑھے تیرہ سو برس پہلے یہ تھی وہی آج ہے اور وہ آئندہ قیامت تک رہیگی۔ برعکس

کسی اور رہنما اور ہادی کے جو انسانی کمزوریوں سے بچ نہیں سکتا۔ اس لئے کہ وہ پیغمبر نہیں اور معصومیت صرف پیغمبر کے لئے ہی مخصوص ہے۔ اسلئے ممکن ہے کہ ایک پیر ایک عالم ایک لیڈر شام کے وقت صحیح کہہ رہا ہو مگر صبح کو نیت بدل چکی ہے۔ قرآن ان سب عیوب سے پاک ہے اور ایسا رہنما ہے جو راہ سے واقف منزل سے خبردار مقصود کا پتہ دینے والا۔ زاد راہ کا مہیا کر دینے والا۔ راستے کے خطرات سے بچانے والا اور منزل مقصود تک پہنچا کر شاہد مقصود سے ملا دینے والا ہے۔ تیسرے یہ کہ قرآن مجید خود خدا کی رحمت ہے۔ لوگ کہتے ہیں کہ خدا رحم کرے لیکن ان کو معلوم نہیں کہ خدا ساڑھے تیرہ سو برس ہوئے کہ اپنے نبی برحق کے ذریعہ دنیا والوں پر قرآن مجید کی شکل میں رحم فرما چکا حیف ہے وہ رحم کو قبول کرتے نہیں۔ اور معلوم نہیں کس رحمت کے اب خواستگار ہوتے ہیں۔

<table>
<tr><td>رکوع</td><td>المص ۝ كِتٰبٌ اُنْزِلَ اِلَيْكَ فَلَا يَكُنْ فِيْ صَدْرِكَ حَرَجٌ مِّنْهُ</td><td>سورہ</td></tr>
<tr><td>۱</td><td>لِتُنْذِرَ بِهٖ وَذِكْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ ۝ اِتَّبِعُوْا مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ</td><td>الاعراف</td></tr>
<tr><td colspan="3">مِّنْ رَّبِّكُمْ وَلَا تَتَّبِعُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءَ ؕ قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ ۝</td></tr>
<tr><td colspan="3">یہ ایک کتاب ہے جو آپ کے پاس اس لئے بھیجی گئی ہے کہ آپ اس کے ذریعہ سے ڈرائیں سو آپ</td></tr>
<tr><td colspan="3">کے دل میں اس سے بالکل تنگی نہ ہونا چاہیے اور یہ نصیحت ہے ایمان والوں کے لئے تم لوگ</td></tr>
<tr><td colspan="3">اس کا اتباع کرو جو تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے آئی ہے اور خدا تعالیٰ کو چھوڑ کر</td></tr>
<tr><td colspan="3">دوسرے لوگوں کا اتباع نہ کرو۔ تم لوگ بہت ہی کم نصیحت مانتے ہو</td></tr>
</table>

آیت شریف میں اول تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ سمجھایا گیا ہے کہ اگر کوئی قرآن مجید کو نہ مانے تو اس سے آپ دل تنگ نہ ہوں کیونکہ کسی کے ماننے نہ ماننے سے خدا کی خدائی میں نعوذ باللہ نہ فرق آتا ہے نہ قرآن مجید کی حقانیت میں فرق آتا ہے اور نہ آپ کی رسالت

یا تبلیغِ رسالت میں کوئی کمی واقع ہوتی ہے۔ جب حال یہ ہے تو پھر آپ کو ملال بھی نہیں ہونا چاہیئے۔ دوسرے یہ کہ انسانوں کو نافرمانی کی صورت میں سزائے نافرمانی سے ڈرانا قرآن مجید کا مقصد ہے۔ یہ کتاب اسی لئے ہے کہ وہ کل جو کچھ ہونیوالا ہے آج دوٹوک فیصلہ کردے۔

تیسرے یہ کہ یہ قرآن خصوصیت کے ساتھ ایمان والوں کیلئے نصیحت ہے۔ اور حقیقت میں سارا کھیل ایمان و یقین ہی کا ہے اگر یہ نہیں تو کچھ بھی نہیں۔

چوتھے یہ کہ قرآن اس لئے ہے کہ اس کی تعلیمات اور احکامات کی تعمیل کیجائے اور خدا تعالیٰ کا بندہ (دوبارہ) بنکر اسی کا ہو رہا جائے اور اس کے سوا کسی دوسرے کو دوست نہ بنایا جائے۔

پانچویں یہ کہ قرآن اور قرآن والے خدا کی موجودگی میں بھی لوگ گمراہی کو اختیار کرتے اور غیر خدا کو دوست بناتے ہیں۔ باوجود اس شفیقانہ فہمائش کے بھی بات نہیں سنتے۔

رکوع	شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیٓ اُنْزِلَ فِیْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًی لِّلنَّاسِ	سورہ
۲۳	وَ بَیِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰی وَ الْفُرْقَانِ ج فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ	البقرہ

فَلْیَصُمْهُ

ماہِ رمضان ہے جس میں قرآن مجید بھیجا گیا ہے جس کا وصف یہ ہے کہ لوگوں کے لئے ہدایت ہے اور واضح الدلالتہ ہے منجملہ ان کتب کے جو کہ ہدایت ہیں اور فیصلہ کرنے والی ہیں سو جو شخص اس ماہ میں موجود ہو اس کو اس میں ضرور روزہ رکھنا چاہیئے۔

آیت شریف سے ایک تو قرآن مجید کا ماہ رمضان میں نازل ہونا ظاہر ہے دوسرے قرآن مجید کے چند فضائل ہیں اور ناس کا لفظ لاکر نوعِ انسان کے ہر فرد کے لئے اس کو ہدایت نامہ بتلایا ہے دوسرے واضح الدلالتہ ہے اور تیسرے حق و باطل میں فرق اور

بصلہ کرنیوالا اقرار دیا ہے اور چوتھے اس ماہ میں روزہ رکھنے کا حکم فرمایا ہے۔
قرآن مجید سراپا روحانیت ہے لہٰذا اس کے نزول کے مہینے میں قیامت تک کیلئے روزہ رکھنے کا حکم ہوا اس لئے کہ روزہ بھی روحانیت کا حامل ہے اس میں ایک حکمت اور بھی ہے کہ یہ ماہ مبارک بطور یادگار کے ہو یہی سبب ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جو قرآن مجید کی تعلیم عام کرنے میں خاص درجہ رکھتے ہیں تراویح کا طریقہ جاری کیا جو آج اپنے اصلی فائدے لے اگرچہ قاصر ہے تاہم ایک سالگرہ اور یادگار ہے۔ کاش عالم اسلام میں ماہ رمضان المبارک قرآن مجید کی تعلیم معنیٰ و مطلب کیساتھ عام کرنے کے لئے عملی صورتیں ایک امتیازی حیثیت حاصل کرے۔
حضرت موسیٰ علیہ السلام کو توریت کے دینے کا جب جناب باری نے ارشاد فرمایا تھا تو اس وقت بھی روزہ رکھنا ضروری قرار پایا تھا اور توریت کے ملنے سے پہلے روزہ رکھنیکا حکم تھا۔

ابو محمد مصلحؔ

دفتر قرآنی تحریک حیدرآباد دکن

14

اسلام اور مسلمان

(ابو العطاء امجد)

قرآنی تحریک کے مضامین آپنے یہ مطالعہ فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے آخری پیغام قرآن کریم نے جو کچھ پیش فرمایا ہے اُسکا علم وعمل بہتری و بہبودی کا ذریعہ ہے۔

عربوں کی پہلی حالت پر ایک غائر نظر ڈالیئے اور پھر نزول قرآن اور اُسپر عمل کے نتائج کی سیر فرمائیے تو حقیقت ظاہر ہو جاتی ہے اور اسطرح سے بیقین کرنے کے وجوہات ملجاتے ہیں کہ در اصل قرآن کریم کا علم اور اسکا عمل ہی نوع انسان کیلئے فلاح کا موجب ہو سکتا ہے

موجودہ طریقے جو ہمارے اسوقت پیش نظر ہیں اُنکا مقابلہ قرآن کریم کے ارشادات عالیہ سے کرنا ضروری ہی اوامر و نواھی کے باب میں قرآن کریم جسقدر آسان مفصل اور قابل غور ہے۔ اس امر کی خاص تحریک ہے کہ اُس سے فائدہ حاصل کرنے میں تساہل سے کام نہ لیا جائے۔

سب سے پہلی بات جو قرآن کریم پیش فرماتا ہے وہ ایک خدا کا ماننا اور یقین کرنا ہے جس کو وہ خالق۔ مالک۔ رازق۔ مشکل کشا۔ رحمٰن۔ رحیم۔ ستار۔ غفور وغیرہ وغیرہ الفاظ میں پیش فرما کر یہ ظاہر کرتا ہے کہ وہ اپنی شان۔ اپنی ذات۔ اپنے علوم مرتبت میں یکتا۔ بے ہمتا۔ بے مثل اور لاشریک ہی جسکا نام وہ اللہ پیش فرماتا ہے اُسکا ماننا اور اُسکی ہستی پر یقین لانا مذہب۔ اعمال۔ اخلاق اور کردار کی بنیاد قرار دیتا ہے۔

دوسری بات انبیاء و مرسلین کی ہستیاں ہیں جن کو خدا اور اُس کے بندے کے درمیان پیغامبری۔ نزول ہدایت (کتب وصحیفوں کے ذریعہ) اور عملی نمونوں کا باعث قرار دیا ہے

تیسری بات۔ فرشتوں کا اقرار ہے جو نیکی کی تحریک کا باعث ہیں اُن کی ہر تحریک

ی ہوتی ہے اس لئے اُنکا ماننا اور اُنکے وجود کا اقرار لازمی ہے
چوتھی بات کتب سماوی (کتابیں) اور صحیفے جن میں ہدایت نامے تھے جنکا مجموعہ
ن کریم ہے۔
پانچویں بات۔ اقرار یوم القیامت یا یوم الدین ہے جو اعمال و کردار کے نتائج کے
ہر ہونے اور جزا و سزا کے ملنے کا یوم ہے۔
یہ وہ پانچ باتیں یا امور ہیں کہ جنپر صدق دل سے ایمان لانیوالے کو مومن مسلمان کہا جاتا
اور یہی وہ داخلہ کا پروانہ ہے کہ جسکے ذریعہ قصر اسلام میں ایک کا فرد مشرک داخل ہو سکتا ہے
جو ان پانچ امور کا زبانی اقرار کرے اور دل سے اسکو تسلیم کرے وہ مومن و مسلمان ہے۔
۔ اشہد ان لا الہ الا اللہ و اشہد ان محمد اً عبدہ و رسولہ کا اصلی مفہوم اور مقصد یہی ہے
ماکی و حدانیت کی گواہی اور محمد صلعم کی عبدیت اور رسالت کا اقرار کرے اور
ز سہ مذکورہ بالا امور پر ایمان لائے۔
جو ان امور کو مانتا ہے اُسکو مسلمان سمجھا جاتا ہے۔
اسلام میں سب سے بڑا گناہ شرک ہے مشرک کیلئے معافی نہیں اور سب قصوروں کی
ر خدا تعالیٰ کیلئے چاہئے تو معافی ہے اسلئے مسلمان کہلاتے ہوئے ایسی حرکات سے بچنا
م ہی جو شرک کی ملونی سے پُر نظر آئیں۔
اِن اللہ لا یغفر ان یشرک بہ و یغفر ما دون ذالک لمن یشاء میں اسی بات کو ظاہر
قرآن کریم نے اس سلسلہ میں اسقدر ارشادات پیش فرمائے ہیں کہ اُنپر غور کرنیکے بعد ایک
ہ خدا ہرگز ہرگز کسی ایسی شئے کو جو مخلوق کا حکم رکھتی ہے کسیطرح بھی شریک خدا نہیں سمجھ سکتا
مخلوق الٰہی کی یوں تو بہت سی قسمیں ہیں جن پر احاطہ کرنا ناممکن ہے تاہم تین قسمیں قابل غور

(۱) انسان۔ (۲) حیوان۔ (۳) نباتات اور جمادات۔

اسمیں قسم اول کو اللہ تعالیٰ نے وہ شرف بخشا ہے جو دوسری مخلوق کو حاصل نہیں ہے یعنی نوع انسان کو۔ ملاحظہ فرمائیے قرآن کریم کے الفاظ ولقد کرمنا بنی آدم وحملنٰھم فی البر والبحر ورزقنٰھم من الطیبٰت وفضلنٰھم علیٰ کثیر ممن خلقنا تفضیلاً ۰ سورۂ بنی اسرائیل رکوع ۷ جسکا مطلب یہ ہے کہ بنی آدم کو اکرام عطا کیا اور بر و بحر پر فوقیت دی اور پاکیزہ رزق دیا اور کثیر مخلوق پر فضیلت بخشی۔ اس میں نباتات۔ جمادات اور حیوانات وغیرہم سب آگئے اسلئے حیوانات نباتات اور جمادات کو اپنے سے افضل سمجھنے اور انکی پرستش کرنیکا خیال بالکل باطل کر دیا گیا۔ اب رہے نوع انسان اُن سب کی فضیلت کے بیان نے انسانیت کو مساوات کا درجہ دیدیا لہٰذا شرکت غیری بالکل اڑ گئی۔

اور اسی سلسلہ میں قرآن کریم نے یہ پیش فرمایا کہ ومن احسن دینا ممن اسلم وجھہ للہ وھو محسن و اتبع ملۃ ابراہیم حنیفاً ۰ سورۂ نساء رکوع ۱۹ جسکا مطلب یہ ہے کہ اس شخص سے بہتر دین و مذہب والا اور کون ہو سکتا ہے جو اپنا رخ سیدھا اللہ تعالیٰ کی طرف کر دے اور نیکوکار رہے اور متبع ابراہیم کا ہو جو حنیف یعنی ایک خدا کے ہی پرستار تھے مشرک نہ تھے۔

حنیف شرک کی ضد ہے۔ اسلام اسلم وجہ الی اللہ۔ اسلمت وجھی۔ وجہ کے معنی صرف چہرہ نہیں بلکہ معنی تمام تر وجود پر دلالت کرتے ہیں وجہ کا لفظ اسلئے پیش فرمایا ہے کہ چہرہ جسم کا اعلیٰ ترین حصہ ہے (ملاحظہ لین کی عربی اور انگریزی لغت اور جلالین) وجھی کے معنی ہیں "خود بامیری شخصیت" (ملاحظہ ہو تاج العروس) پھر وجہ کی معنی راستہ۔ طریقہ۔ تجویز۔ مقصد مدعا بھی ہیں۔ اسلم کے ساتھ وجہ کے معنی یہ ہیں کہ "اس نے تابع کیا اپنے آپ کو"۔ اسلام اسی لفظ سے نکلا ہے جسکے معنی ہیں تابع کیا ایک ذات کے پورے طور پر" (ملاحظہ ہو لین کی عربی انگریزی لغت۔ قاموس محکم وغیرہ) اس تحقیق سے یہ نتیجہ نکلا کہ اسلام کے معنی ہو پورے طور پر اللہ تعالیٰ کی تابعداری لہٰذا ایک شخص کا مسلمان کہلانا اپنے آپکو بیان کرتے ہوئے ہم جنس یا اپنے سے ادنیٰ جنس کو پرستش کیلئے اختیار کرنا شرک قرار دیا یا جو بداہت باطل ٹھہرا۔ ہر مسلمان اور مومن کا فرض ہے کہ وہ قرآن کریم کے اُن تمام ارشادات سے واقفیت حاصل کرے جو ان مومن کے حالات میں کہ اسپر یہ پیدا ہو کہ اسلام کیا ہے اور مسلمان کسکو کہتے ہیں۔ ہم مسلمان کہلا کر اسلام سے واقفیت حاصل کرنا جسکو قرآن نے اسلام بیان فرمایا سخت درجہ غفلت ہے۔ کیا تم کو اتنا احساس نہیں ہے کہ یہ معلوم کرو کہ قرآن کریم اسلام کی کیا تعریف فرماتا ہے فقط۔